www.KitaboSunnat.com

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

التفسیر والتعبیر

سُورۃُ البقرۃ

عزیز زبیدی - وار برٹن - شیخوپورہ

{سلسلہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے
جلد ۳ عدد ۴ شمارہ صفر المظفر ۹۳ھ}

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور (اے پیغمبر!) جو (کتاب) تم پر اتری اور جو (کتابیں) تم سے پہلے اتریں (ان سب) پر ایمان لاتے ہیں۔

[1] مَآ (جو کچھ) اس کا مفہوم عام ہے، وحی جلی (کتاب اللہ) وحی خفی (حدیث رسول اللہ) رسالت، خود ذاتِ رسول ——— کیونکہ "جو کچھ" میں یہ سب کچھ آ جاتا ہے۔ جو کلام جبرائیل کے توسط سے نازل ہوا اس کو "وحی جلی" کہتے ہیں اور ملکہ نبوت (جو منصب وعہدہ کے خصائص کا خصوصی حاصل ہوتا ہے) پر مبنی آپ کی حیات طیبہ کے جو خدّوخال ابھرے اس کو "وحی خفی" کہتے ہیں۔

[2] اُنْزِلَ (اتارا گیا۔ نازل کیا گیا) اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اوپر سے نیچے آنا، مگر یہ اس کا لازمی جزو نہیں، ایک چیز کا ذہن میں آنا کسی شئی کا پہنچا دینا ——— اور وہ بذریعہ قاصد ہو یا بواسطہ القاء، سبھی کو انزال اور نزول کہتے ہیں۔

یہاں پر مَآ اُنْزِلَ سے مراد قرآن کریم بھی ہے اور حدیثِ رسول بھی کیونکہ دونوں من جانب اللہ ہوتے ہیں۔ قرآن کریم تو بالکل ظاہر ہے، باقی رہی حدیث؟ تو وہ اس لیے کہ وہ خدائی القاء کا مظہر ہوتی ہے یا خدا کے پیغمبر کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی ایک ایسی بات ہوتی ہے یا فعل، جس پر رب نے سکوت فرمایا ہوتا ہے جو اس امر کی دلیل ہوتا ہے کہ یہ بھی منشاء الٰہی کے مطابق ہے ورنہ اس پر آپ کو ٹوک دیا جاتا۔ اس کے علاوہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی ذات کو بھی انزال سے تعبیر فرمایا گیا ہے:

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْكُمْ ذِكْرًا ○ رَّسُوْلًا (پ۲۸ الطلاق ع۲)

خدا نے تم پر "ذکر" (یعنی) رسول نازل فرمایا ہے۔

رسول کو "ذکر" سے تعبیر کیا، کیونکہ وہ سراپا "یادداشت" ہوتے ہیں اور ذاتِ رسول کے بارے میں فرمایا کہ آپ کو اللہ نے اتارا ہے۔ کیونکہ پیغمبر خدا کی کتاب زندگی بھی سراپا قرآن تھی، اللہ کے رسول کی حیاتِ طیبہ خدا کی نگرانی میں تشکیل پاتی ہے۔ جو قومی، ملکی اور خاندانی چھاپ سے منزہ اور سراپا موہبت ربانی ہوتی ہے کسبی شے نہیں ہوتی۔ اس لیے آپ کے سراپا کو منزل من اللہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے ——— یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ پیغمبر خدا کی حیات طیبہ قرآن کا عکس اور اس کی تعلیمات کا مرئی پیکر ہوتی ہے اور یہ چیز خدائی تحفظ اور نگرانی کے بغیر ممکن نہیں ہوتی اس لیے اس کو منزل من اللہ کہہ کر قرآن مجید کی طرح اس کو بھی شریعت کا "ماخذ" قرار دیا ——— اور جس طرح قرآن پر ایمان لانا جزوِ ایمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اسی طرح ذاتِ رسول پر اپنے تمام متعلقات کے ساتھ ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ کلمہ طیبہ کے دوسرے جزو "محمد رسول اللہ" کا مفہوم بھی یہی ہے۔

ے اِلَیْکَ (آپ کی طرف، آپ پر) اس سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی کی وحی، القاء اور الہام پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اس لیے صوفیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے رویا، کشوف اور القا گو صحیح بھی ہو سکتے ہیں، مگر ان پر ایمان لانا یا ان کی طرف "دعوت" دینا دینی فریضہ نہیں ہے اور جو لوگ ان کی بناء پر جدید حلقے تشکیل دے کر ان کی نسبتوں کے نام پر علم چلاتے ہیں، اچھا نہیں کرتے بلکہ ملتِ اسلامیہ میں انتشار کے سامان کرتے ہیں اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ و سلام کی یکسوئی پر کاری ضربیں لگا کر اسکو بلبل ہزار داستان بنا ڈالتے ہیں وہ حلقے خانقاہی ہوں یا فقہی، کلامی ہوں یا سیاسی بہرحال یقین کے ساتھ ان کے لیے نہ منزل من اللہ ہونے کا نعرہ لگایا جا سکتا ہے اور نہ ان کی طرف دعوت کے سلسلے قائم کر کے خدا اور رسول کی نسبتوں کو کمزور کرنے کی کسی کو اجازت دی جا سکتی ہے۔ یہ متقیوں کی چوتھی صفت بیان کی گئی ہے۔

ے مِنْ قَبْلِكَ (آپ سے پہلے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر جتنا اور جیسا کچھ نازل ہوا بلا استثناء سب کو برحق ماننا ایمان اور اسلام کا جزو ہے کیونکہ سرکارِ عالی کی جناب سے جب کبھی جو کچھ بھی عطا ہوا حق تھا، صواب تھا، حالات اور وقت کے تقاضوں کا صحیح جواب تھا۔

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ○

اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں

اس آیت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی اور آپ سے سابق انبیاء علیہم السلام والصلوٰۃ کی وحی پر ایمان لانے کا تو ذکر ہے، لیکن حضورؐ کے بعد کی وحی کا ذکر نہیں کیا گیا ہے، کیا گیا ہے تو صرف آخرت کا کیا گیا ہے کیونکہ بعد میں اور کسی نبی کے آنے کا امکان نہیں رہا تھا، اب انتظار تھا تو صرف اس گھڑی کا تھا جس میں انبیاء کرام کی مساعی جمیلہ، دعوت اور امتوں کے انکار اور اجابت کے نتائج کا کامل ظہور ہو جانا چاہیے ———— یعنی آخرت، معاد

ے بِالْاٰخِرَةِ (آخرت کے ساتھ، اخری، روزِ حشر) اس کو "معاد" بھی کہتے ہیں، گویا کہ انسان ادھر پلٹ جاتا ہے جدھر سے آیا تھا، اس کا نام "یوم المیعاد" بھی ہے، کیونکہ اسی دن جزا سزا کے سب وعدے پورے ہوں گے۔ موت، برزخ، نفخ صور جس کے ذریعے کائنات پر ہمہ گیر فناء کا طاری ہونا ہے، نفخ صور ثانی جس کے ذریعے سب مردے زندہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ محشر کے وہ کوائف جن سے ہر متنفس کو گزرنا ہو گا، پلصراط، وزنِ اعمال، شفاعت جلالِ الٰہی کے کامل اور واضح ظہور کا دن، بے لاگ اور جامع چیکنگ، احتساب، جنت و دوزخ کا مشاہدہ اور جنت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ورنج کے فرزندوں کی تقسیم، لازوال غم واندوہ اور چیخ وپکار اور غیر فانی بہار ومسرت، حیات سرمدی اور عیش دوام کے کامل ظہور کا وقت، یہ سب امور، آخرت اور اس سے متعلقات کے تحت آجاتے ہیں۔

قیامت پر دوش آخرت کا یہ تصور، انسان کو تازہ دم اور محتاط رکھنے اور محتاط جینے کے لیے کافی موثر ہے۔ اس دن کی جواب دہی کے احساس کی یہ کڑک غفلت کی بے ہوشی کے لیے زبردست تازیانہ ہے اگر آخرت کی جواب دہی کا یہ احساس معدوم ہو جائے یا اس کا رنگ پھیکا پڑ جائے تو انسان جلد یا بدیر بے راہ ہو جائے بلکہ ہو جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زندگی اور فکر وعمل کا یہ قافلہ کسی خاص مقصد کے تحت ایک خاص منزل کی طرف رواں دواں ہے جس کا بہر حال کوئی ٹھوس انجام ضرور ظاہر ہو کر رہے گا جنہوں نے اس کا احساس نہیں کیا، اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کی صدائیں بلند کیں، یا بربہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست جیسے بول بولے اور غفلت وبے ہوشی جیسی غارت گر آخرت کے ہاتھوں تباہ ہوتے اور عملاً انہوں نے اس امر کا اعلان کیا کہ خدا کوئی نہیں، اگر ہے تو دوبارہ زندہ کرنے اور بے خطا امت پر قادر نہیں (العیاذ باللہ)

آخرت، توحید کے اتمام اور کامل ظہور کی ایک ایسی گھڑی ہے، جس میں رب کے سوا اور سب کی آسیں ٹوٹ جائیں گی۔ سب سہارے غائب ہو جائیں گے، لا الٰہ الا اللہ کے مضمون کا انسان اپنی انکھوں سے مشاہدہ کرلے گا، انبیاء کرام علیہم السلام کی جس دعوت کو ایک مجذوب کی بڑ اور خیال خام تصور کیا کرتا تھا۔ اب ان سب حقائق کو مشہود وموجود پائے گا اور داعیان حق کی تکذیب وتصدیق کے سب نتائج اپنے سامنے محسوس کرے گا۔ حق اور باطل کی آویزش میں حق کیونکر بھاری ہوتا ہے، اس دن سب کو اس کا علم ہو جائے گا ۔۔۔۔ یہ وہ عظیم حقائق ہیں جن کی بنا پر آخرت نے تصور کو جزو ایمان قرار دیا گیا ہے جو دراصل اپنی ذات کو متوازن رکھنے اور کنٹرول کرنے کے لیے رب کی طرف سے انسان کے لیے ایک "عظیم توفیق" مہیا کی گئی ہے جو لوگ اس توفیق سے محروم ہو جاتے ہیں وہ دراصل بہت بڑی سعادت اور عظیم سہارے سے محروم ہو جاتے ہیں۔

دور حاضر کے متنبیوں اور حدود نبوت کے دوکانداروں نے "بالآخرۃ" سے مراد حضور کے بعد آنے والی وحی اور نبوت مراد لی ہے حالانکہ یہ قرآن کی خاص اصطلاح ہے قرائن کے بغیر جہاں بھی یہ لفظ آتا ہے قیامت ہی مراد لی جاتی ہے۔ بہر حال یہ ان کی تحریف ہے تفسیر نہیں ہے۔

۲ يُوْقِنُوْنَ (یقین رکھتے ہیں) ← جو تصور آخرت، انسان کی دارین کے فوز وفلاح کا ضامن ہو سکتا ہے وہ صرف اور صرف وہی تصور ہے جو یقین اور اذعان کی بنیاد پر قائم ہے "خوف خدا، خوف آخرت، خوف انجام اور بے کلی" کا دامن گیر رہنا اس کی معمولی نشانی ہے، آخرت کے بارے میں جو عام احساس اور تصور پایا جاتا ہے، وہ ایک سطحی اعتراف کی شکل ہے اس کی جڑیں نہیں ہیں اس لیے ہماری زندگیاں اس آب وتاب سے خالی ہیں جو اسلامی تصور آخرت کا قدرتی نتیجہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی (آخرت میں حسبِ منشا) مرادیں پائیں گے۔

لہ مِنْ رَّبِّهِمْ (اپنے رب کی طرف سے) ہدایت اور سیدھی راہ سے مراد، ربانی راہ اور ہدایت ہے، جو اب صرف قرآن و حدیث میں محصور ہے۔ "مِنْ رَّبِّهِمْ" کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ انسان کی اپنی مرتب کردہ رہنمائی اپنے لیے یا غیر کے لیے حیوانی خواہشات اور بہیمی میلانات کے اتباع کا ایک شکل ہے اصولی نہیں ہے۔ اس سے مختلف پگڈنڈیوں پر پڑکر ابن آدم کی جمعیت اور شیرازہ بکھر کر سکتا ہے مجتمع نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان کے حیوانی میلانات جداجدا ہوتے ہیں۔ اس لیے سب کا رخ بھی جداجدا ہو سکتا ہے۔ الغرض انسانی اور ملی نظام کے استحکام اور وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے بھی "ربانی رہنمائی" ایک فطری ضرورت ہے جس کو نظرانداز کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ اولادِ آدم اپنے مختلف اور خود ساختہ معیاروں کی بنا پر چھوٹی چھوٹی اور حقیر سی ٹکڑیوں میں بٹتی جا رہی ہے اور بٹ کر اختلاف اور باہمی ربط و ضبط کے امکانات کو سخت نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس کے علاوہ خدا جس طرح سب کا خدا ہے اسی طرح ساری مخلوق بھی اسی کی مخلوق ہے اس لیے سب اپنے بندوں کے لیے یکساں اور قابلِ قبول نظامِ حیات بھی وہی دے سکتا ہے دوسرا نہیں۔ کیونکہ بندوں کے ملکی اور نسلی احوال و ظروف کے اس قدرتی اختلاف اور نزاکتوں کو جس طرح وہ رب سمجھ سکتا ہے دوسرا نہیں سمجھ سکتا اور ان غیر مصنوعی اختلافات کو ملحوظ رکھ کر ان کو ایسی اصولی لڑی میں پرو کر ایک ایسے کلمۂ جامعہ کے گرد جمع کر دینا جو ملی وحدت، طرزِ حیات کی پاکیزگی، فوز و فلاح اور خدا جل جلالہٗ جیسی توفیق مہیا کر کے خدائی پیمانے کا یہ کام صرف خدا ہی کر سکتا ہے۔ بس مِنْ رَّبِّهِمْ کی قید اسی پس منظر کے سلسلے کی ایک لطیف تلمیح ہے۔

یہاں پر متقیوں کی جو پانچ صفاتِ حسنہ اور خصائص کا ذکر کیا گیا ہے، ربانی راہ کا حصول اور اس پر گامزن رہنے کی توفیق، ان کا فطری اور قدرتی نتیجہ ہے۔ ان پانچ صفات کے نتیجے کے طور پر سیدھے راستے کی بشارت دینے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اسلام ایک نظامِ حیات ہے اور اس کے احکام اس سلسلے کی غیر منفک سنہری کڑیاں ہیں مگر ان کے خاطر خواہ اور مسعود نتائج اور ثمرات کا ظہور اس کے جزوی احکام پر موقوف نہیں ہے بلکہ وہ اس امر پر منحصر ہے کہ اسلام کو ایک نظام کی حیثیت سے پورا پورا قبول اور نافذ کیا جائے۔ جزوی شکل میں توڑ پھوڑ کر اس کو اپنانے کی کوشش نہ کی جائے اس لیے دوسرے مقام پر فرمایا اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَافَّةً (اسلام میں سارے داخل ہو جاؤ) ——— ورنہ بات نہیں بنے گی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ عالمِ اسلام کی محرومی کا باعث اسلام سے اس کی جزوی بستگی ہے تو بیجا نہ ہوگا۔

لہ اَلْمُفْلِحُوْنَ (مرادیں پانے والے) فَلَحَ کے معنے زمین جوتنا اور فَلْح کے نیچے کا ہونٹ پھٹا ہوا ہونا اور اَفْلَحَ کے معنے درست ہوتا ہے ——— یعنی بگڑی بنا لینے والے۔ یہ سلسلہ مضمون کی تیسری کڑی ہے جو آخر میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کو ایک نظام کی حیثیت سے قبول کرنے والے وہ لوگ جو جزوی طور پر بعض احکام پر قناعت نہیں کرتے "وہ" ربانی راہ یعنی سیدھے راستے "پر پڑ جاتے ہیں، اگر وہ اس پر گامزن رہے تو مرادیں پالیں گے، بگڑی بن جائے گی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گے۔ بالفاظ دیگر، اس سلسلۂ مضمون کی ترتیب ٹوٹ گئی تو پھر متوقع ثمرات اور نتائج کے حتمی، اصولی اور قدرتی نتیجہ والی بات دور رہے گی۔ بخت واتفاق اور فضل ورحمت کی بات اور ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

(اے پیغمبر!) جن لوگوں نے (قبول اسلام سے) انکار کیا ان کے حق میں یکساں ہے کہ تم ان کو (عذاب الٰہی

تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝

سے) ڈراؤ یا نہ ڈراؤ، وہ ایمان لانے والے نہیں۔

لہ کُفْر (میں نہ ماننا) کَفَرُوْا (میں نہ ماننے کے رسیا) کفر اصل میں چھپانے کو کہتے ہیں۔ جو شخص از راہ جہل، یا برعناد، بر سبیل جحود یا نفاق بنیادی حقائق وغیرہ کا انکار کرتا ہے یا دوسرے شرعی احکام کی تکذیب کرتا ہے تو اسلامی اصطلاح میں اس کو کافر کہتے ہیں (خازن) اور اس کے اس طرز گریز، اسلوب انکار اور رقص فرار کا نام کفر ہے ——

اسی طرح جو لوگ منصوص حقائق شرعیہ میں ردوبدل کرتے ہوئے ایسی تاویل کا سہارا لیتے ہیں جس کی زبان اور مضمون کے لحاظ سے کوئی گنجائش نہیں ہوتی یا وہ اپنی سفلی خواہشات اور سیاسی مصالح کی بنا پر "تلعب بالدین" (دین سے کھیلنے اور شغل) کرتے ہیں، تو وہ بھی کفر کا ارتکاب کرتے ہیں: حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان المخالف قد يخالف نصا متواترا و يزعم انه مؤول و لكن تاويله لا انقداح له اصلا فى اللسان لا على قرب ولا على بعد فذلك كفر و صاحبه مكذب و ان كان يزعم انه مؤول (التفرقة بين الاسلام والزندقة)

یعنی مخالف کسی متواتر نص کی مخالفت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ مؤول ہے مگر اس کی تاویل کے لیے قریب یا بعید زبان میں کوئی گنجائش نہیں ہوتی تو یہ کفر ہے اور اس کا مرتکب مکذب (تکذیب کرنے والا) ہے، اگرچہ وہ اس زعم میں رہے کہ وہ "مؤول" ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"تاویل کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ ہوتی ہے جو کتاب وسنت اور اجماع کے مخالف نہیں ہوتی، دوسری وہ ہوتی ہے جو ان سے متصادم ہوتی ہے۔ ایسا مؤول زندیق ہوتا ہے خواہ وہ یوں کیوں نہ کہے کہ اس حدیث کے راوی کے بارے میں مجھے اطمینان نہیں یا اس کے معنے دوسرے ہیں"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثم التاویل تاویلان، تاویل لا یخالف قاطعا من الکتاب والسنة واتفاق الامة وتاویل یصادم ما ثبت بقاطع فذلک الزندقة...... سواء قال لا اثق بهؤلاء الرواة او قال اثق بهم لکن الحدیث مؤول ثم ذکر تاویلا فاسدا لم یسمع من قبله فهو الزندیق

مندرجہ بالا آیت میں کَفَرُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جو بوجوہ میں نہ ماننے کے اصول پر قائم ہیں اس لیے علماء نے لکھا ہے کہ سَوَاءٌ عَلَیْهِمْ، کَفَرُوْا کا بدل ہے۔ اس وقت اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جن لوگوں کا شیوہ "میں نہ مانوں" ہے یعنی وہ جن کو ڈرانا نہ ڈرانا یکساں ہے، وہ کلمہ نہیں پڑھیں گے۔ ظاہر ہے ایسے لوگوں کو راہ پر لانے کے لیے جتنی اور جیسی کچھ بھی کوششیں کی جائیں گی، رائیگاں ہی جائیں گی مگر ایں ہمہ ہمیں اتمام حجت، تبلیغ کے حصول ثواب اور اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کے لیے تبلیغ اور دعوت کا سلسلہ جاری رکھنے کا حکم ہے ویسے بھی یہ امور علم الٰہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ کون اس سٹیج پر ہے اور کون ابھی اس سے ورے ہے، اللہ ہی بہتر جانتا ہے، اس لیے ایک داعی حق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ڈیوٹی بہرحال انجام دے ـــــ صالح عنصر تو بچ جائے گا۔ اور جو بیکار اور ردی ہوگا، وہ خود بخود اپنے انجام سے ہمکنار ہو کر رہے گا۔ باقی رہی یہ بات کہ پھر اس انکشاف کا فائدہ؟ سو وہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو اس ذہنی کوفت سے نجات دلانے کے لیے ہے جو ان بدنصیبوں کی بدنصیبی کو دیکھ دیکھ کر آپ کو ہوتی رہتی تھی۔ اس کیفیت کے ازالہ کے لیے دوسرے مقام پر یوں فرمایا:-

فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَیْنَا الْحِسَابُ۔ (رعد - ع۶) فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○ (فاطر ع ۲)

"میں نہ مانوں" کے ان بیماروں کا دوسری جگہ یوں ذکر فرمایا ہے کہ:

وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ (پ - البقرہ - ع ۱۶)

جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر آپ سارے دلائل بھی ان کے پاس لے آئیں، تب بھی وہ آپ کے قبلہ کی پیروی نہ کریں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ○ (پ - یونس ع ۱۰)

اور (اے پیغمبر!) جو لوگ آپ کے رب کے حکم (عذاب) کے مستوجب ٹھہر چکے ہیں، وہ تو جب تک عذاب دردناک کو دیکھ نہ لیں گے کسی طرح ایمان لانے والے ہی نہیں۔ اگرچہ (دنیا جہان کے) تمام معجزے ان کے سامنے (کیوں نہ) آموجود ہوں۔

الغرض جو لوگ یہ تہیا کر لیتے ہیں کہ کچھ بھی ہو وہ بہرحال اپنے سابقہ موقف پر ڈٹے رہیں گے۔ ان کو تبلیغ کرنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے قطعاً مفید نہیں ہو سکتا

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ زبردستی کسی سے کچھ نہیں منواتا۔ صرف دعوت دیتا ہے، سمجھاتا ہے اگر وہ مان لیں تو بہتر، اگر نہیں تو نہ سہی

لہ انذار (وارننگ دینا، نتائج بد سے آگاہ کرنا، متنبہ کرنا) اس کے معنی دھمکی دینا نہیں، بلکہ غلط نتائج سے مطلع کرنا ہیں۔ اندیشوں سے احتراز اور پرہیز کرنے کے لیے اگر گنجائش اور وقت باقی ہو تو اس سلسلے میں متنبہ کرنے کو "انذار" کہتے ہیں اور اگر گنجائش باقی نہ رہے تو اس کا نام اعلام اور اخبار ہے؛

ان کان للزمان اتساع بحیث یسع فیه الاحتراز عن المخوف به فانذار و الا فاعلام واخبار لا انذار (کشف المحجوبین علی تفسیر الجلالین ص)

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى

ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ

اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

پڑا ہے اور (آخرت میں) ان کو بڑا عذاب (ہونا) ہے

لہ خَتَمَ (مہر لگا دی) مہر ہمیشہ خط، آرڈر اور مضمون کے اختتام اور تکمیل پر ان کے آخر میں لگائی جاتی ہے پہلے نہیں گویا کہ مضمون اور خط کی تکمیل ہی مہر ثبت کرنے کا باعث اور نتیجہ ہوتی ہے، مہر خط اور آرڈر یا مضمون کا باعث نہیں ہوتی۔ یہاں پر "مضمون" آیت اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ الآیۃ میں مذکور ہو گیا ہے یعنی "میں نہ مانوں" مہر لگانے سے مراد یہ ہے کہ غلط کام پر انسان کے دل میں جو خلش کبھی کبھار چٹکیاں لیتی رہتی ہے، وہ اب جاتی رہتی ہے۔ ضمیر مردہ ہو جاتا ہے اس کی طرف سے پھر کبھی صدا بلند نہیں ہوتی اور نہ احتجاج ہوتا ہے۔ اب ان کو ضمیر کی طرف سے کسی فطری مزاحمت اور ملامت کا کھٹکا بھی باقی نہیں رہتا۔ بلکہ اپنی کج روی، بدعملی اور کفر بازی کو بنظر استحسان دیکھنے لگ جاتے ہیں۔

وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۝ (کہف ع ۱۲)

وہ سمجھتے ہیں کہ وہ خوب کام کر رہے ہیں۔

اور اس پر وہ پوری طرح مطمئن ہو رہتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا (یونس ع)

جن لوگوں کو ہم سے ملنے کا کھٹکا ہی نہیں اور دنیا کی زندگی سے خوش اور اس پر وہ مطمئن ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ساتھ ساتھ یہ آسمانی کتابوں سے نفرت بھی کرتے ہیں:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ (پ ۲۶: محمد ع ۱)

یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ وہ خدا کی نازل کردہ آیات سے نفرت کرتے ہیں تو خدا نے ان کا کیا کرایا ضائع کردیا۔

صرف نفرت نہیں استہزاء بھی کرتے ہیں۔ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ (البقرہ ع ۲)

وہ یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ قرآن کے سوا کچھ اور لاؤ یا اسی میں کچھ رد و بدل کر دو:

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَاۤ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ (پ ۱۱- یونس ع ۲)

جب یہ کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس وقت دل سے احساس، نگاہوں سے دیدِ حق اور کانوں سے شنیدِ حق کی ساری توفیق چھن جاتی ہے، جحود و انکار ان کی طبیعتِ ثانیہ بن جاتی ہے۔ حق سمان کو وحشت ہونے لگتی ہے۔ معصیت کوشی، خدا فراموشی، نفس و طاغوت کی چاکری، داعیانِ حق سے عداوت، نفرت، بدوں سے الفت اور محبت ان کی غذا ہو جاتی ہے ——— بس یہ وہ کیفیت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مختلف ناموں سے یاد فرمایا ہے۔

حضرت امام ابن قیمؒ (ف ۷۵۱ھ) نے ان کی پوری لسٹ اور فہرست دے دی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

ختم۔ طبع۔ اکنہ، غطاء۔ غلاف، حجاب، وقر، غشاوہ، ران، غل، سد، قفل۔ صمم، بکم، عمی، صد، صرف، شد علی القلب، ضلال (بعید) اغفال، مرض، تقلیب افئدہ الحول بین المرء و قلبہ، ازاغۃ القلوب، خذلان، ارکاس، تثبیط، تزیین، ان کی تطہیر و ہدایت سے پرہیز، احیاء کے بعد اماتت قلوب کے سامان، روشنی کا چھین لینا، قلب قاسی، سینہ کی تنگی (صدر ضیق) (شفاء العلیل ص ۹۲)

عربی تفاسیر

تفسیر الکبیر مع تفسیر ابی سعود، ابن کثیر، الکشاف، ابن عباس، جلالین، جامع البیان، طبری، قرطبی، زاد المسیر لابن الجوزی، فتح البیان للنواب صدیق الحسن خان، روح المعانی، روح البیان، صحاح ستہ، تحفۃ الاحوذی، الملل والنحل لابن حزم وللشہرستانی، عجائب المخلوقات، البدر الطالع (فی اسماء الرجال) للشوکانی، زاد المعاد مع سیرۃ النبوی لابن ہشام، البدایہ والنہایہ تاریخ القرآن، علوم الحدیث، فتاوی شامی، فتاوی عالمگیری، فتح القدیر شرح ہدایہ، فتاوی کاملیہ، مشکوۃ مع الترغیب والترہیب، قطر الندی، شرح شذور الذہب، اردو تفاسیر ابن کثیر، ماجدی، عثمانی، جواہر القرآن، احسن التفاسیر، تفسیر ثنائی، بیان القرآن، تدبر قرآن، تفہیم القرآن، تفسیر حسینی فارسی، تفسیر القرآن منظوم پنجابی کامل وغیرہ

آپ اپنی کوئی کتاب بھی چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار لائلپور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ